بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلافت کی واپسی کی بشارت یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اللہ کی طرف سے فتح وکامیابی کے حصول کے لیے صالح اعمال کریں

مصعب عمیر - پاکستان

امام احمد بن حنبل نے رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظِ مبارک روایت کیے: **تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا فَيَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ**، "دورِ نبوت تب تک تمہارے درمیان موجود رہے گا جب تک اللہ چاہتا ہے کہ یہ قائم رہے۔ پھر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت ہوگی، جو کہ رہے گی جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب اللہ چاہے گا اسے اٹھا لے گا۔ پھر ایسا دور ہوگا جس میں حکمرانی کو دانتوں سے مضبوطی سے پکڑا جائے گا (کہ نکل کر کسی اور کے پاس نہ چلی جائے)، اور یہ دور باقی رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر جب اللہ چاہے اسے ختم کردے گا۔ اس کے بعد جابرانہ حکمرانی ہوگی، اور یہ باقی رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر جب اللہ چاہے اسے ختم کردے گا۔ پھر نبوت کے نقشِ قدم پر دوبارہ خلافت قائم ہوگی۔ یہ بیان فرما کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔"، بے شک رسول اللہ ﷺ صرف وہی بیان کرتے ہیں کہ جو اللہ کی طرف سے وحی کردہ ہوتا ہے، پس آپ ﷺ نے اللہ کے احکامات کو اپنے الفاظ میں ہم تک پہنچایا جو کہ سنت کا حصہ ہے۔

آج مسلم دنیا پر چھائے جابرانہ حکمرانی کے دور میں یہ امر امید اور ولولے کا باعث ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بشارتیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ خلافت ضرور واپس لوٹے گی۔ مزید یہ کہ جو خلافت واپس آئے گی وہ مخصوص خصوصیات کی حامل ہوگی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے عظیم صحابہ رضوان اللہ علیہم کی جانب سے قائم کی گئی پہلے والی خلافت کی طرح ہوگی، یعنی نبوت کے نقشِ قدم پر قائم شدہ خلافت کی طرح۔ لہٰذا اس کا شمار ایسی حکمرانی میں نہیں ہوگا جو اقتدار کو مضبوطی سے دانتوں سے پکڑے تاکہ یہ نکل کر کسی اور کے پاس نہ چلا جائے، جس طرح کہ خلفاء راشدین کے بعد آنے والی خلافتوں میں ہوا تھا۔ حکمرانی کے موروثی رنگ کو حدیث میں **ملک عاضا** سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس عرصہ میں قریب المرگ خلیفہ اپنے ہی خاندان میں سے اپنا جانشین نامزد کرتا تھا جسے اس کی موت کے بعد خلافت کی بیعت دی جاتی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہمارے لیے خوشخبری ہیں، جو ہمارے دلوں کو آج کی جابرانہ حکمرانی کے تحت اُمّت کی اذیت ناک صورتحال کے غم سے نجات دلاتے ہیں۔

تاہم اسی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی دی گئی بشارت کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اسے بے عملی کے عذر کے طور پر لے لیں۔ کیونکہ یہ مبارک حدیث نہ صرف خوشخبری ہے، بلکہ یہ ایسی خبر ہے کہ جس میں طلب (عمل کا مطالبہ) موجود ہے۔ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی مانند ہے: **فَلَنِعْمَ الْأَمِيرُ أَمِيرُهَا، وَلَنِعْمَ الْجَيْشُ ذَلِكَ الْجَيْشُ لَتُفْتَحَنَّ الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ**،"کیا ہی اچھا وہ امیر ہو گا اور کیا ہی اچھی وہ فوج ہو گی جو قسطنطنیہ کو فتح کرے گی" (احمد)۔ یہاں اس حدیث میں بھی انداز خبر یہ ہے مگر اس میں عمل کرنے کی طلب موجود ہے۔ چنانچہ مسلمان صدیوں سے اس خوشخبری کا مشاہدہ کرنے کے لیے بے چین تھے لیکن وہ تقدیر پرستی یا بے عملیت کا شکار نہیں ہوئے۔ مسلمان اس بات کے خواہشمند تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی خوش خبری ان کے ہاتھوں پوری ہو۔ چنانچہ مسلم حکمرانوں نے حدیث میں بیان کردہ بہترین امیر کا اعزاز حاصل کرنے کے لیے پے در پے کوششیں کیں، اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس کے احکامات کو نافذ کیا، بہترین فوج تیار کی اور اسلام کے مطابق اس کی تربیت کرنے اور انہیں بہترین ہتھیاروں سے لیس کرنے کے لیے اپنی کوششیں صَرف کیں۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آخرکار سلطان محمد الفاتح کو اپنی مدد و نصرت عطا کی کہ جس نے قسطنطنیہ کو فتح کیا۔

تو اے مسلمانو! خلافت کے خاتمے کے ایک سو ہجری سال بعد، نبوت کی نقشِ قدم پر خلافت کی واپسی سے قبل، آج اس جابرانہ حکمرانی کے عبوری دور میں ہمیں کیا کرنا ہے؟ جب کہ ہم اس خلافت کو دیکھنے کے شدید خواہش مند ہیں، تو کیا ہم اسے حاصل کرنے کے لیے عملی اقدامات نہیں کریں گے؟ ہمیں خلافت کے دوبارہ قیام کے لیے عملی اقدامات کرنا ہوں گے، کیونکہ نبوت نقشِ قدم پر خلافت کی واپسی کی حدیث بھی ایسی خبر یہ حدیث ہے کہ جس میں عمل کا تقاضا موجود ہے۔ لہٰذا ہمیں اس حدیث میں یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ ہم خلافت کو قائم کریں اور اس بات کی کوشش کریں کہ ہم ان باسعادت لوگوں میں سے ہوں کہ جن کے ہاتھوں یہ قائم ہو گی۔ اتنی اعلیٰ معیار کی خلافت کے مستحق بننے کے لیے ہمیں بہترین مسلمان ہونا چاہیے اور اس کے مطابق اپنے آپ کو اسلام کے علم سے آراستہ کرنا چاہیے۔ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات کے مطابق عمل کیے بغیر صرف دُعا کرنے سے اور اپنے آپ کو حالات کے سامنے سرنگوں کر دینے سے خلافت کو قائم نہیں کر سکتے۔ بے شک ہمیں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی اہمیت پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے فرمایا، **وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنْ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهُ فَلَا يَسْتَجِيبُ لَكُمْ**،"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تمہیں ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تم پر اپنی طرف سے عذاب نازل کرے، تب تم اُس سے دعا کرو اور وہ تمہاری دعا کا جواب نہ دے" (احمد)۔ چنانچہ اگر ہم کام کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے دل اور جسم کے کن اعمال کا مطالبہ کیا گیا ہے؟

جہاں تک دل کے اعمال کی بات ہے تو ہمارا ایمان ہے کہ نُصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جس میں اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ جب خلافت کو ختم کرنے کے لیے کفار نے عرب اور ترک قیادت کے غداروں کے ساتھ

مل کر ہمیں شکست دی، تو اس کے بعد آج خلافت کو بحال کر کے ان پر فتح حاصل کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نُصرت پر ہی منحصر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿**وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلاَّ بُشْرَى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلاَّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ**﴾، "اور اللہ نے اسے خوشخبری کے سوا نہیں بنایا، تاکہ آپ کے دلوں کو اس پر یقین ہو۔ اور فتح اللہ کے سوا کسی کی طرف سے نہیں ہے۔ بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے" (الانفال-8:10)۔ ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا، (وإلا فهو تعالى قادر على نصركم على أعدائكم) "اس کے سوا کوئی اس بات پر قادر نہیں جو تم لوگوں کو تمہارے دشمنوں کے خلاف فتح بخشے"۔ امام طبری نے بیان کیا، (وما تنصرون على عدوكم، أيها المؤمنون، إلا أن ينصركم الله عليهم, لا بشدة بأسكم وقواكم, بل بنصر الله لكم, لأن ذلك بيده وإليه)، "اے مومنو! تم اپنے دشمنوں پر فتح پانے والے نہیں ہو، سوائے اس کے کہ اللہ ان کے خلاف تمھاری مدد کرے، یہ تمہاری قوت اور طاقت کے زور سے نہیں، بلکہ فتح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نصر کی بنا پر ہے، کیوں کہ فتح اسی کے ہاتھ میں ہے اور اسی کی طرف سے ہے"۔ بے شک اگرچہ کفر براہِ راست اور مسلم دنیا میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اسلام کی واپسی کے خلاف برسرِپیکار ہے، صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہمیں اس پر فتح نصیب کرے گا۔

ایمان ہمیں اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ اللہ کی نصر کے حصول کے لیے ہم اللہ کی فرمانبرداری کریں، ان گناہوں سے پرہیز کریں جن سے اُس نے ہمیں منع فرمایا اور ان فرائض کو پورا کریں جن کا اس نے ہمیں حکم دیا ہے، ﴿**وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ**﴾ "اور مومنوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ ہے" (الروم 30:47)۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ جب ہم اس کے حکم کو بجالائیں گے تو وہ ہمیں فتح عطا کرے گا۔ اس آیت کے بارے میں ابن ابی حاتم نے یہ بیان کیا ہے کہ ابو درداءؓ کہتے ہیں، "میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا، **مَا مِنِ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَة**، "کوئی بھی مسلمان اپنے بھائی کی عزت کا دفاع نہیں کرتا ہے سوائے اس کے کہ اللہ پر یہ حق ہو گا کہ وہ قیامت کے دن اسے دوزخ کی آگ سے بچائے"۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی، ﴿ **وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ**﴾ "اور مومنوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ ہے""۔ امام طبری نے اپنے تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمارہے ہیں، (ونجَّينا الذين آمنوا بالله وصدّقوا رسله إذ جاءهم بأسنا، وكذلك نفعل بك وبمن آمن بك من قومك **وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ** على الكافرين، ونحن ناصروك ومن آمن بك على مَن كفر بك ومظفروك بهم)، "اور ہم نے ان لوگوں کو بچایا، جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان لائے تھے اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے تھے، جب ہمارا عذاب ان پر نازل ہوا۔ اور ہم ایسا ہی کریں گے آپ کے ساتھ اور ان لوگوں کے ساتھ جو آپ کی قوم میں سے آپ پر ایمان لائے

ہیں، وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ، "اور مومنوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ ہے"، کافروں کے خلاف، ہم آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو ان کافروں پر فتح اور کامیابی عطا کریں گے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ کی نُصرت کے حصول کے رستے میں ہماری طاقت کمزور نہ پڑے، تو ایمان یہ قرار دیتا ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَا تَنَٰزَعُواْ فَتَفۡشَلُواْ وَتَذۡهَبَ رِيحُكُمۡ ﴾ "اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، اس طرح تم ہمت ہار جاؤ گے اور پھر تمہاری طاقت ختم ہو جائے گی" (الانفال 8:46)۔ امام طبری نے اپنے تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ: (أطيعوا، أيها المؤمنون، ربَّكم ورسوله فيما أمركم به ونهاكم عنه، ولا تخالفوهما في شيء) "اے مومنو! اپنے رب اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو جس کا وہ تمہیں حکم دیتے ہیں اور جس چیز سے وہ آپ کو منع کرتے ہیں، اور کسی بھی معاملے میں ان دونوں میں سے کسی کی مخالفت نہ کرو"۔ امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا، (ريحكم أي قوتكم ونصركم) "ریحکم سے مراد ہے تمہاری طاقت اور تمہاری فتح"۔ لہٰذا اگر ہم فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات اور حرمتوں میں اختلاف کر کے معصیت میں نہ گریں۔ اگر ہم اپنی سرزمین میں اللہ کی نافرمانی پر مبنی قوانین کے نفاذ کے ذریعے اللہ کے ساتھ لڑائی مول لے لیں گے، خواہ یہ سود کا نفاذ ہو، غریبوں اور مقروضوں پر ٹیکس عائد کرنا ہو، مسلم زمینوں کی تقسیم ہو یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ اتحاد ہو، تو ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نصرت حاصل نہیں کر سکتے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم برباد نہ ہوں تو ہماری وفاداری صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ ہونی چاہیے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اللہ ہماری مدد کرے تو ہماری وفاداریاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے ساتھ نہیں ہونی چاہئیں اور ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راستے کے سوا کوئی دوسرا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمۡ لَا يَأۡلُونَكُمۡ خَبَالٗا وَدُّواْ مَا عَنِتُّمۡ ﴾ "اے ایمان والو! تم ایمان والوں کے سوا اور کسی کو اپنا دِلی دوست نہ بناؤ، کیونکہ دوسرے لوگ تمہیں تباہ کرنے سے باز نہیں آئیں گے" (آل عمران 3:118)۔ امام قرطبیؒ نے اپنے تفسیر میں اس آیت کے سلسلے میں بیان کیا ہے، (نهى الله عز وجل المؤمنين بهذه الآية أن يتخذوا من الكفار واليهود وأهل الأهواء دخلاء وولجاء يفاوضونهم في الآراء ، ويسندون إليهم أمورهم) ، "اللہ عزوجل نے اس آیت کے ذریعہ مومنوں کو کفار، یہودیوں اور ان لوگوں کو جو اپنی آرزوؤں اور خواہشات کے غلام ہیں، قریبی دوست بنانے اور ان سے مدد لینے سے منع کیا ہے، کہ جن کے ساتھ وہ رائے لینے کے لیے مشورہ کرتے ہیں اور اپنے امور میں ان پر انحصار کرتے ہیں"۔ لہٰذا ان کفار کی دشمنی اور کفر کے باوجود اگر ہم ان سے وفاداری اور قربت اختیار کریں، ان کے ساتھ اتحاد بنائیں، اپنی آراء میں قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کی بجائے مختلف آراء میں ان سے سودے بازی کریں، ان کے ساتھ

معاہدات کرنے اور اتحاد بنانے کے ساتھ ساتھ ان سے فوجی راز بھی بانٹیں، تو کیسے ہم اللہ کی نصرت حاصل کر سکتے ہیں ؟ کیسے ؟

لہذا اللہ کی نصرت کی جدوجہد کرتے ہوئے ہمیں اس بات کے لیے تیار رہنا چاہئے کہ اس راہ میں ہمیں مشکلات اور لوگوں کے برے ردِ عمل کا سامنا ہو سکتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا۟ ٱلْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ ٱلَّذِينَ خَلَوْا۟ مِن قَبْلِكُم ۖ مَّسَّتْهُمُ ٱلْبَأْسَآءُ وَٱلضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوا۟ حَتَّىٰ يَقُولَ ٱلرَّسُولُ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَعَهُۥ مَتَىٰ نَصْرُ ٱللَّهِ ۗ أَلَآ إِنَّ نَصْرَ ٱللَّهِ قَرِيبٌ﴾ "کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ ایسی آزمائش ابھی تم پر نہیں آئی جیسی ان پر آئی تھی جو تم سے پہلے گزرے ہیں؟ وہ غربت اور سختی سے دوچار ہوئے اور یہاں تک لرزا دیے گئے کہ ان کے رسول اور جو لوگ ایمان لائے تھے وہ پکار اُٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ بلاشبہ اللہ کی مدد قریب ہے" (البقرہ 2:214)۔ ہم جابر حکمرانوں کے ہاتھوں مشکلات سے بچنے کے لیے صرف اپنے کنبے کی خدمت اور کام کاج میں مصروف رہتے ہوئے، ظلم و جبر پر خاموش رہ کر حق کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم مصیبتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تقویٰ کو بڑھانے، اسلام کے علم کے حصول کے ذریعہ اللہ کے قریب ہونے، قرآن مجید میں ڈوبنے، تہجد پڑھنے اور روزے رکھنے جیسے بہت سے اچھے کاموں کے لیے اپنے آپ کو تیار نہیں کرتے، تو ہم اللہ کی نُصرت حاصل نہیں کر سکتے۔

جہاں تک نصرت پانے کے لیے ہماری جلد بازی کا تعلق ہے، تو یہ پوچھنا کہ خلافت کب آئے گی، یہ جلد بازی عیب یا حرام نہیں ہے کیونکہ انسان اپنی فطرت میں جلد باز ہے، ﴿وَيَدْعُ ٱلْإِنسَـٰنُ بِٱلشَّرِّ دُعَآءَهُۥ بِٱلْخَيْرِ ۖ وَكَانَ ٱلْإِنسَـٰنُ عَجُولًا﴾ "اور انسان برائی کی دعا کرتا ہے جس طرح وہ بھلائی کی دعا کرتا ہے، اور انسان جلد باز ہے" (الاسراء 17:11)۔ تاہم جو چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے غصے کو بڑھاتے ہوئے ہمیں گناہ میں مبتلا کرتی ہے، وہ معاشرے میں تبدیلی لانے کے لیے ضروری اعمال کو ہمارا نظرانداز کرنا ہے۔ ہمیں اس بات سے خبردار رہنا ہے کہ ہماری یہ جلد بازی کہیں ہمیں مایوسی، ناامیدی اور ناکامی کے احساس کی طرف نہ دھکیل دے۔ چنانچہ ہمیں ضرور حلقات میں اسلام کا گہرا مطالعہ کرنا چاہیے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دارِ ارقم میں کیا کرتے تھے۔ ہمیں الگ الگ افراد کی حیثیت میں کام کرنے کی بجائے ایک ساتھ مل کر ایک ہی جماعت (ڈھانچہ) میں کام کرنا چاہیے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا۔ ہمیں لوگوں کو انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر ملتے رہنا چاہیے جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم کیا کرتے تھے۔ ہمیں زندگی کے میدان میں کھل کر حق کا اعلان کرنا چاہیے جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا۔ اور ہم میں سے جو لوگ طاقت، ہتھیاروں اور جنگ کے لوگ ہیں، انہیں انصار رضی اللہ عنہم کے سرداروں کی طرح نصرت فراہم کرنی چاہئے تاکہ اسلام کے ذریعے حکمرانی کا ازسرِنو آغاز ہو سکے۔ لہٰذا ہم میں سے کسی کو بھی معاشرے میں تبدیلی لانے کے لیے نبوت کے بتائے ہوئے مبارک طریقہ پر عمل کرنے سے تھکنا نہیں چاہیے اور نہ ہی ہمت ہارنی چاہیے جس

سے ہم اپنے آپ کو معاشرے سے کاٹ لیں اور مایوسی میں گھر جائیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے نیک اعمال اور اپنے دین سے وابستگی میں ہماری مدد فرمائے اور ہمیں مضبوطی عطا کرے، ایسا نہ ہو کہ ہم اندھیروں میں گم ہو جائیں۔

انسانی تبدیلی کے بعد ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نصرت آتی ہے، جس کے بعد اللہ تعالیٰ حالات کو بدل ڈالتے ہیں اور فتح حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا۟ مَا بِأَنفُسِهِمْ﴾ "بے شک اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا، جب تک کہ وہ اپنے اندر کی چیزوں کو تبدیل نہ کریں" (الرعد 13:11)۔ چنانچہ جب لوگ ایمان سے کفر کی طرف، اطاعت سے نافرمانی کی طرف، یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے ناشکری کی جانب بدلتے ہیں، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو ان تمام چیزوں سے محروم کر دیتا ہے جن میں ان کے لیے خیر ہے۔ اسی طرح، اگر بندے اپنے اندر موجود تمام چیزوں کو تبدیل کر دیں، جس سے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت میں لوٹ آئیں، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھی انکی ابتر صورتِ حال کو خوشی، آرام اور رحمت میں بدل دیتا ہے۔ تو آئیں، خیر کے کاموں کے لیے کوشش کریں، اے مسلمانو! آئیں ہم جدوجہد کریں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ "تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ یقیناً انہیں زمین میں اپنا جانشین بنائے گا، جیسا اس نے ان سے پہلے والوں کو بنایا۔ اور یقیناً ان کے دین کو جسے اُس نے اِن کے لیے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ فاسق ہیں" (النور 24:55)۔ اس آیت کے ضمن میں ابن کثیر نے اپنے تفسیر میں بیان کیا ہے، (هذا وعد من الله لرسوله صلى الله عليه وسلم . بأنه سيجعل أمته خلفاء الأرض ، أي : أئمة الناس والولاة عليهم ، وبهم تصلح البلاد ، وتخضع لهم العباد ، وليبدلن بعد خوفهم من الناس أمنا وحكما فيهم)، "یہ اللہ کا اپنے رسول ﷺ سے وعدہ ہے کہ وہ ان کی امت کو زمین پر جانشین بنائے گا، یعنی وہ انسانیت کے رہنما اور حکمران بنیں گے، جس کے ذریعہ وہ دنیا میں اصلاح کرے گا اور جن کی لوگ پیروی کریں گے، تاکہ وہ اپنے خوف کے بعد محفوظ سلامتی حاصل کر سکیں"۔ تو آیئے اے مسلمانو! ہم نیک اعمال کے لیے جدوجہد کریں، تاکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ امتِ محمدیہ کو انسانیت کے حکمران کے طور پر، اس کے صحیح مقام پر بحال کر دیں۔

لہٰذا اسلام کو پوری دنیا میں پھیلانے کے لیے جدوجہد اور کوشش کو وہیں سے دوبارا شروع کریں جہاں سے خلافت نے ایک سو اسلامی ہجری سال پہلے چھوڑا تھا، تاکہ یہ اس مقام تک پہنچ جائے کہ اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے۔ ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا

وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الأَحْمَرَ وَالأَبْيَضَ وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لأُمَّتِي أَنْ لاَ يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ وَأَنْ لاَ يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَإِنَّ رَبِّي قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لاَ يُرَدُّ وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لأُمَّتِكَ أَنْ لاَ أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ وَأَنْ لاَ أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ يَسْتَبِيحُ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِأَقْطَارِهَا، "اللہ نے میرے لیے دنیا کے مشرق و مغرب کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا۔ اور میں نے اس کے مشرقی اور مغربی سرے دیکھے۔ اور میری امت کا غلبہ ان سروں تک پہنچ جائے گا جو میرے قریب کیے گئے اور مجھے سرخ و سفید خزانہ دیا گیا اور میں نے اپنی امت کے لیے اپنے رب سے التجا کی کہ اسے قحط کی وجہ سے تباہ نہ کیا جائے اور نہ ہی کسی ایسے دشمن کا غلبہ ہو جو ان میں سے نہیں ہے کہ وہ اِنکی جانیں لے لے اور ان کی جڑوں اور شاخوں کو ختم کر دے، اور میرے پروردگار نے کہا: اے محمد ﷺ جب بھی میں کوئی فیصلہ کرتا ہوں تو اسے تبدیل کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ میں آپ کو آپ کی امت کے لیے یہ تحائف دیتا ہوں کہ یہ قحط سے تباہ نہ ہو گی اور نہ اس پر کسی ایسے دشمن کا غلبہ ہو گا جو اس میں شامل نہ ہو کہ اِن کی جانیں لے لے اور ان کی جڑوں اور شاخوں کو ختم کر دے، چاہے دنیا کے مختلف حصوں سے تعلق رکھنے والے تمام لوگ (اس مقصد کے لیے) اکٹھے بھی ہو جائیں" (مسلم)۔ اللہ امت مسلمہ کو وہ دکھائے جس کی ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بشارت دی ہے!